

سورہ نبا کی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

- (۱) یہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ (۱)
 اس بڑی خبر کے متعلق۔ (۲)
 جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔ (۳)
 یقیناً یہ ابھی جان لیں گے۔ (۴)
 پھر یائتین انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ (۵)
 کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟ (۶)
 اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا؟) (۷)

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝
 عَنِ النَّبَا الْعَظِيمِ ۝
 الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۝
 كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝
 ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝
 أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مَهْدًا ۝
 وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۝

(۱) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت سے نوازا گیا اور آپ نے توحید، قیامت وغیرہ کا بیان فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی تو کفار و مشرکین باہم ایک دوسرے سے پوچھتے کہ یہ قیامت کیا واقعی ممکن ہے؟ جیسا کہ یہ شخص دعویٰ کر رہا ہے یا یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے۔ استفہام کے ذریعے سے اللہ نے پہلے ان چیزوں کی وہ حیثیت نمایاں کی جو ان کی ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا کہ.....

(۲) یعنی جس بڑی خبر کی بابت ان کے درمیان اختلاف ہے، اس کے متعلق استفہام ہے۔ اس بڑی خبر سے بعض نے قرآن مجید مراد لیا ہے کافر اس کے بارے میں مختلف باتیں کرتے تھے، کوئی اسے جادو، کوئی کمانت، کوئی شعر اور کوئی پہلوں کی کہانیاں بتلاتا تھا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد قیامت کا پرہونا اور دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اس میں بھی ان کے درمیان کچھ اختلاف تھا۔ کوئی بالکل انکار کرتا تھا کوئی صرف شک کا ظہار۔ بعض کہتے ہیں کہ سوال کرنے والے مومن و کافروں میں ہی تھے، مومنین کا سوال تو اضافہ یقین اور ازدیاد بصیرت کے لیے تھا اور کافروں کا استہزاء اور تمسخر کے طور پر۔

(۳) یہ ڈانٹ اور زجر ہے کہ عنقریب سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنی کارگیری اور عظیم قدرت کا تذکرہ فرما رہا ہے تاکہ توحید کی حقیقت ان کے سامنے واضح ہو اور اللہ کا رسول انہیں جس چیز کی دعوت دے رہا تھا، اس پر ایمان لانا ان کے لیے آسان ہو جائے۔

(۴) یعنی فرش کی طرح تم زمین پر پلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے اور سارے کام کاج کرتے ہو۔ زمین کو ڈوڈو لٹا ہوا نہیں رہنے دیا۔

(۵) اَوْتَادٌ، وَتَدٌ کی جمع ہے میخیں۔ یعنی پہاڑوں کو زمین کے لیے میخیں بنایا تاکہ زمین ساکن رہے، حرکت نہ کرے،

اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ ^(۸)	وَحَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا ۝
اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا۔ ^(۹)	وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ مَسَابِغًا ۝
اور رات کو ہم نے پردہ بنایا ہے۔ ^(۱۰)	وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ۝
اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا۔ ^(۱۱)	وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝
اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے۔ ^(۱۲)	وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝
اور ایک چمکتا ہوا روشن چراغ (سورج) پیدا کیا۔ ^(۱۳)	وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا ۝
اور بدلیوں سے ہم نے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا۔ ^(۱۴)	وَ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً نَّجَاًا ۝
تاکہ اس سے اناج اور سبزہ اگائیں۔ ^(۱۵)	لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝
اور گھنے باغ (بھی اگائیں)۔ ^(۱۶)	وَجَدَّتْ اَلْفَاقَا ۝
بیشک فیصلہ کے دن کا وقت مقرر ہے۔ ^(۱۷)	اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝

کیوں کہ حرکت و اضطراب کی صورت میں زمین رہائش کے قابل ہی نہ ہوتی۔

(۱) یعنی مذکر اور مؤنث۔ نر اور مادہ یا ازواج بمعنی اصناف و الوان ہے۔ یعنی مختلف شکلوں اور رنگوں میں پیدا کیا، خوب صورت، بد صورت، دراز قد، کوتاہ قد، سفید اور سیاہ وغیرہ۔

(۲) سُبَاتُ کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔ رات بھی انسان و حیوان کی ساری حرکتیں منقطع کر دیتی ہے تاکہ سکون ہو جائے اور لوگ آرام کی نیند سولیں۔ یا مطلب ہے کہ رات تمہارے اعمال کاٹ دیتی ہے یعنی عمل کے سلسلے کو ختم کر دیتی ہے۔ عمل ختم ہونے کا مطلب آرام ہے۔

(۳) یعنی رات کا اندھیرا اور سیاہی ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپا لیتی ہے، جس طرح لباس انسان کے جسم کو چھپا لیتا ہے۔

(۴) مطلب ہے کہ دن کو روشن بنایا تاکہ لوگ کسب معاش کے لیے جدوجہد کر سکیں۔

(۵) ان میں سے ہر ایک کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت جتنا ہے، جو اس کے استحکام اور مضبوطی کی دلیل ہے۔

(۶) اس سے مراد سورج ہے اور جَعَلَ بمعنی خَلَقَ ہے۔

(۷) مُعْصِرَاتُ وہ بدلیاں جو پانی سے بھری ہوئی ہوں لیکن ابھی برسی نہ ہوں۔ جیسے الْمَرْأَةُ الْمُعْصِرَةُ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی ماہواری قریب ہو، نَجَاًا کثرت سے بننے والا پانی۔

(۸) حَبٌّ (دانا) وہ اناج جسے خوراک کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے، جیسے گندم، چاول، جو، مکئی وغیرہ اور نبات، سبزیاں اور چارہ وغیرہ جو جانور کھاتے ہیں۔

(۹) اَلْفَاقَا شاخوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے درخت یعنی گھنے باغ۔

(۱۰) یعنی اولین اور آخرین سب کے جمع ہونے اور وعدے کا دن۔ اسے فیصلے کا دن اس لیے کہا کہ اس دن جمع ہونے کا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الضُّورِ فَتَأْتُونَ أَثْوَابًا ۝

وَأُثِمَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝

وَأُسْمِيتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝

لِلظَّالِمِينَ مَا بَأْسًا ۝

لِيُثِمَّ فِيهَا أَحْقَابًا ۝

جس دن کہ صور میں پھونکا جائے گا۔ پھر تم فوج در فوج

چلے آؤ گے۔ (۱۸) ^(۱)

اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس میں دروازے

دروازے ہو جائیں گے۔ (۱۹) ^(۲)

اور پہاڑ چلائے جائیں گے پس وہ سراب ہو جائیں

گے۔ (۲۰) ^(۳)

بیشک دوزخ گھات میں ہے۔ (۲۱) ^(۴)

سرکشوں کا ٹھکانا وہی ہے۔ (۲۲)

اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔ (۲۳) ^(۵)

مقصد ہی تمام انسانوں کا ان کے اعمال کی روشنی میں فیصلہ کرنا ہے۔

(۱) بعض نے اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہر امت اپنے رسول کے ساتھ میدان محشر میں آئے گی۔ یہ دوسرا نفع

ہو گا، جس میں سب لوگ قبروں سے زندہ اٹھ کر نکل آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا، جس سے

انسان کھیتی کی طرح اگ آئے گا۔ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی، سوائے ریزہ کی ہڈی کے آخری سرے کے۔ اسی

سے قیامت والے دن تمام مخلوقات کی دوبارہ ترکیب ہوگی۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورہ عم)

(۲) یعنی فرشتوں کے نزول کے لیے راستے بن جائیں گے اور وہ زمین پر اتر آئیں گے۔

(۳) سَرَاب، وہ ریت جو دور سے پانی محسوس ہوتی ہو۔ پہاڑ بھی سراب کی طرح صرف دور سے نظر آنے والی چیز بن کر رہ

جائیں گے۔ اور اس کے بعد بالکل ہی معدوم ہو جائیں گے، ان کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن میں

پہاڑوں کی مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں، جن میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلے انہیں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا ﴿فَدَمَّتَا

ذِكَّةً وَاحِدَةً﴾ (المحافۃ ۱۱۳) ۲۔ وہ دھنی ہوئی روٹی کی طرح ہو جائیں گے ﴿كَالْبُحَيْنِ الْمُنْقُوشِ﴾ (المقارعة) ۵۔ وہ گردو غبار

ہو جائیں گے ﴿فَكَانَتْ هَبًا مُّنبَثًّا﴾ (الواقعة) ۶۔ ان کو اڑا دیا جائے گا ﴿يَلْمِزُهُمْ فِي نَسْفَاتِهَا﴾ (طلہ) ۱۰۵۔ اور پانچویں

حالت یہ ہے کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔ یعنی لَا شَيْءَ جِيسَاكَ اس مقام پر ہے۔ (فتح القدير)

(۴) گھات ایسی جگہ کو کہتے ہیں، جہاں چھپ کر دشمن کا انتظار کیا جاتا ہے تاکہ وہاں سے گزرے تو فوراً اس پر حملہ کر دیا

جائے۔ جہنم کے داروغے بھی جہنمیوں کے انتظار میں اسی طرح بیٹھے ہیں یا خود جہنم اللہ کے حکم سے کفار کے لیے گھات

لگائے بیٹھی ہے۔

(۵) أَحْقَاب، حُقُب کی جمع ہے، بمعنی زمانہ۔ مراد ابد اور ہمیشگی ہے۔ ابد الابد تک وہ جہنم میں ہی رہیں گے۔ یہ سزا

کافروں اور مشرکوں کے لیے ہے۔

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٣﴾

إِلَّا حَمِيمًا وَعَسَا قَا ﴿٢٤﴾

جَزَاءً وَفَا قَا ﴿٢٥﴾

إِنَّهُمْ كَانُوا إِلَّا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٦﴾

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَابًا ﴿٢٧﴾

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٨﴾

فَذُوقُوا فَالْكَرْهُ لَكُمْ وَالْعَذَابُ أَشَدُّ ﴿٢٩﴾

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣٠﴾

حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣١﴾

وَكَوَّابَ أَسْرَابًا ﴿٣٢﴾

نہ کبھی اس میں نخلی کا مزہ چکھیں گے، نہ پانی کا۔ (۲۳)

سوائے گرم پانی اور (بستی) پیپ کے۔ (۲۵)^(۱)

(ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔ (۲۶)^(۲)

انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی۔ (۲۷)^(۳)

اور بے باکی سے ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے

تھے۔ (۲۸)

ہم نے ہر ایک چیز کو لکھ کر شمار کر رکھا ہے۔ (۲۹)^(۴)

اب تم (اپنے کیے کا) مزہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی

بڑھاتے رہیں گے۔ (۳۰)^(۵)

یقیناً پرہیزگار لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔ (۳۱)^(۶)

باغات ہیں اور انگور ہیں۔ (۳۲)^(۷)

اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں۔ (۳۳)^(۸)

(۱) جو جنمیوں کے جسموں سے نکلے گی۔

(۲) یعنی یہ سزا ان کے ان اعمال کے مطابق ہے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

(۳) یہ پہلے جملے کی تعلیل ہے۔ یعنی وہ مذکورہ سزا کے اس لیے مستحق قرار پائے کہ عقیدہ بعث بعد الموت کے وہ قائل ہی نہیں تھے کہ حساب کتاب کی وہ امید رکھتے۔

(۴) یعنی لوح محفوظ میں۔ یا وہ ریکارڈ مراد ہے جو فرشتے لکھتے رہے۔ پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے، جیسا کہ دوسرے مقام پر

فرمایا ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ (یسس، ۳)

(۵) عذاب بڑھانے کا مطلب ہے کہ اب یہ عذاب دائمی ہے۔ جب ان کے چڑھے گل جائیں گے تو دوسرے بدل

دیئے جائیں گے۔ (النساء، ۵۶) جب آگ بجھنے لگے گی، تو پھر بھڑکا دی جائے گی۔ (بنی اسرائیل، ۹۷)

(۶) اہل شقاوت کے تذکرے کے بعد، یہ اہل سعادت کا تذکرہ اور ان نعمتوں کا بیان ہے جن سے حیات اخروی میں وہ

بہرہ ور ہوں گے۔ یہ کامیابی اور نعمتیں انہیں تقویٰ کی بدولت حاصل ہوں گی۔ تقویٰ، ایمان و اطاعت کے تقاضوں کی

تکمیل کا نام ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جو ایمان لانے کے بعد تقویٰ اور عمل صالح کا اہتمام کرتے ہیں۔ جَعَلْنَا

اللَّهُ مِنْهُمْ.

(۷) یہ مفازا سے بدل ہے۔

(۸) كَوَّابَ كَاعِبَةٍ کی جمع ہے، یہ كَحَبٌ (نخند) سے ہے، جس طرح نخند ابھرا ہوا ہوتا ہے، ان کی چھاتیوں میں بھی

اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔^(۱) (۳۳)
 وہاں نہ تو وہ بیسودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹی باتیں
 سنیں گے۔^(۲) (۳۵)
 (ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا)
 یہ بدلہ ملے گا جو کفنی انعام ہو گا۔^(۳) (۳۶)
 (اس رب کی طرف سے ملے گا جو کہ) آسمانوں کا اور
 زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا پروردگار
 ہے اور بڑی بخشش کرنے والا ہے۔ کسی کو اس سے بات
 چیت کرنے کا اختیار نہیں ہو گا۔^(۴) (۳۷)
 جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں
 گے^(۵) تو کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جسے رحمن اجازت
 دے دے اور وہ ٹھیک بات زبان سے نکالے۔^(۶) (۳۸)
 یہ دن حق ہے^(۷) اب جو چاہے اپنے رب کے پاس
 (نیک اعمال کر کے) ٹھکانا بنا لے۔^(۸) (۳۹)

وَكَا سَادِهَاتَا ﴿۳۳﴾
 لَكَيْسَعُونَ فِيهَا الْقَوَائِدَ الْكِبَارَا ﴿۳۵﴾
 جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾
 رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ
 لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾
 يَوْمَ يَقُومُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ
 اِلَّا مَن اُوْن لَّهٗ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾
 ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰى رَبِّهِ مَا يٰٓا ﴿۳۹﴾

ایسا ہی ابھار ہو گا جو ان کے حسن و جمال کا ایک منظر ہے۔ آنز اب ہم عمر۔

- (۱) دہاقا، بھرے ہوئے یا لگاتار، ایک کے بعد ایک۔ یا صاف شفاف، کائنات، ایسے جام کو کہتے ہیں جو لبالب بھرا ہوا ہو۔
 (۲) یعنی کوئی بے فائدہ اور بے ہودہ بات وہاں نہیں ہوگی، نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولیں گے۔
 (۳) عطاء کے ساتھ حساب مبالغے کے لیے آتا ہے، یعنی اللہ کی داد و دہش کی وہاں فراوانی ہوگی۔
 (۴) یعنی اس کی عظمت، ہیبت اور جلالت اتنی ہوگی کہ ابتداء اس سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوگی، اسی لیے اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کے لیے بھی لب کشائی نہیں کر سکے گا۔
 (۵) یہاں جبرائیل علیہ السلام سمیت ذوح کے کئی مفسوم بیان کئے گئے ہیں، امام ابن کثیر نے بنی آدم (انسان) کو ائنبہ (قرین قیاس) قرار دیا ہے۔
 (۶) یہ اجازت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو اور اپنے پیغمبروں کو عطا فرمائے گا اور وہ جو بات کریں گے حق و صواب ہی ہوگی یا یہ مفسوم ہے کہ اجازت صرف اسی کے بارے میں دی جائے گی جس نے درست بات کہی ہو۔ یعنی کلمہ توحید کا قراری رہا ہو۔
 (۷) یعنی لامحالہ آنے والا ہے۔
 (۸) یعنی اس آنے والے دن کو سامنے رکھتے ہوئے ایمان و تقویٰ کی زندگی اختیار کرے تاکہ اس روز وہاں اس کو اچھا

ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا (اور چونکہ کر دیا) ہے۔^(۱) جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا^(۲) اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔^(۳) (۳۰)

سورہ نازعات مکی ہے اور اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

- ذوب کر سختی سے کھینچنے والوں کی قسم! (۱)
بند کھول کر چھڑا دینے والوں کی قسم! (۲)
اور تیرے پھرنے والوں کی قسم! (۳)

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلٰٓا بَابًا قَرِيْبًا ۙ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَعُوْلُ الْكَافِرُ يَلَيْتَوْنِ كُنْتُ شَرْبًا ۝



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالنَّزِعَاتِ عَرْقًا ۝
وَاللَّيْلِ نَسْطًا ۝
وَالسَّجِيْطِ سَبِيْحًا ۝

ٹھکانہ مل جائے۔

(۱) یعنی قیامت والے دن کے عذاب سے جو قریب ہی ہے۔ کیوں کہ اس کا آنا یقینی ہے اور ہر آنے والی چیز قریب ہی ہے، کیوں کہ بہر صورت اسے آکر ہی رہنا ہے۔

(۲) یعنی اچھایا برا، جو عمل بھی اس نے دنیا میں کیا وہ اللہ کے ہاں پہنچ گیا ہے، قیامت والے دن وہ اس کے سامنے آجائے گا اور اس کا مشاہدہ کر لے گا ﴿وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا﴾ (الکہف، ۳۹) ﴿يُنْتَبِئُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ﴾ (القیامہ، ۳۳)

(۳) یعنی جب وہ اپنے لیے ہولناک عذاب دیکھے گا تو یہ آرزو کرے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حیوانات کے درمیان بھی عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ فرمائے گا، حتیٰ کہ ایک سینگ والی بکری نے بے سینگ کے جانور پر کوئی زیادتی کی ہوگی، تو اس کا بھی بدلہ دلائے گا اس سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ جانوروں کو حکم دے گا کہ مٹی ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ مٹی ہو جائیں گے۔ اس وقت کافر بھی آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی حیوان ہوتے اور آج مٹی بن جاتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۴) نَزَعَ کے معنی، سختی سے کھینچنا، عَرَقًا ذوب کر۔ یہ جان نکالنے والے فرشتوں کی صفت ہے فرشتے کافروں کی جان، نہایت سختی سے نکالتے ہیں اور جسم کے اندر ذوب کر۔

(۵) نَسَطُ کے معنی، گرہ کھول دینا۔ یعنی مومن کی جان فرشتے بہ سہولت نکالتے ہیں، جیسے کسی چیز کی گرہ کھول دی جائے۔

(۶) سَبَّحَ کے معنی، تیرنا، فرشتے روح نکالنے کے لیے انسان کے بدن میں اس طرح تیرتے پھرتے ہیں جیسے خواص سمندر سے موتی نکالنے کے لیے سمندر کی گہرائیوں میں تیرتا ہے۔ یا مطلب ہے کہ نہایت تیزی سے اللہ کا حکم لے کر